اقبال پر نیا مواد

بشیر احمد ڈار

''انوار اقبال'' (مطبوعہ اقبال اکادمی) کے صفحہ ۲۸۵ - ۲۸۶ پر ایک خط جناب سید محمد سعیدالدین جعفری کے نام درج ہے ۔ اُس کے بعد ہمیں جعفری صاحب کے نام ایک اور خط کا عکس ملا ہے ۔ ان دونوں خطوں کے عکس ہمیں جناب اکبر حسین قریشی (گورنمنٹ کالج ، لائل پور) کی معرفت وصول ہوئے ۔

لاہور ۱۴ نومبر ۲۳ع -
مکرمی السلام علیکم -

(۱) ایشیا کے قدیم مذاہب کی طرح اسلام بھی زمانۂ حال کی روشنی میں مطالعہ کیے جانے کا محتاج ہے ۔ پرانے مفسرین قرآن اور دیگر اسلامی مصنفین نے بڑی خدمت کی ہے ۔ مگر ان کی تصانیف میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو جدید دماغ کو اپیل نہ کریں گی ۔ میری رائے میں بہ حیثیت مجموعی زمانۂ حال کے مسلمانوں کو امام ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مطالعہ کرنا چاہیے ۔ ان کی کتب زیادہ ترعربی میں ہیں مگر شاہ صاحب موصوف کی حجۃ اللہ البالغہ کا اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے ۔ حکما میں ابن رشد اس قابل ہے کہ اسے دوبارہ دیکھا جائے ۔ علی ہذالقیاس غزالی اور رومی علیہم الرحمتہ ۔ مفسرین میں میرے نقطۂ خیال سے زمخشری ، اشعری نقطہ خیال سے رازی اور زبان و محاورہ کے اعتبار سے بیضاوی ۔ نئے تعلیم یافتہ مسلمان اگر عربی زبان میں اچھی دستگاہ پیدا کریں تو اسلام کے Re-interpretation میں بڑی مدد دے سکیں گے ۔ میں نے اپنی تصانیف میں ایک حد تک یہی کام کرنے کی کوشش کی ہے ۔ انشاء اللہ اس پر نثر میں بھی لکھوں گا ۔

(۲) الفاظ کے انتخاب میں لکھنے والا (شاعر) اپنی حس موسیقیت سے کام لیتا ہے اور مضامین کے انتخاب میں اپنے فطری جذبات کی پیروی پر مجبور ہوتا ہے ۔ اس امر میں کسی دوسرے شخص کے مشورے پر خواہ وہ کتنا ہی نیک مشورہ کیوں نہ ہو ، عمل نہیں کیا جا سکتا ۔ دوسرے اعتراض کے متعلق یہ بھی عرض ہے کہ میرے نزدیک اسلام نوع انسان کی اقوام کو جغرافی حدود سے بالاتر کرنے اور نسل و قومیت کی مصنوعی مگر ارتقاء انسانی کے ابتدائی مراحل میں مقید امتیازات

کو مٹانے کا ایک عملی ذریعہ ہے - اسی وجہ سے اور مذاہب (یعنی مسیحیت ، بدھ ازم وغیرہ) سے زیادہ کامیاب رہا ہے - چونکہ اس وقت ملکی اور نسلی قومیت کی لہر یورپ سے ایشیا میں آ رہی ہے اور میرے نزدیک انسان کے لیے یہ ایک بہت بڑی لعنت ہے ، اس واسطے بنی نوع انسان کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس وقت اسلام کے اصلی حقائق اور اس کے حقیقی پیش نہاد پر زور دینا نہایت ضروری ہے - یہی وجہ ہے کہ میں خالص اسلامی نقطہ خیال کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہوں - ابتدا میں میں بھی قومیت پر اعتقاد رکھتا تھا اور ہندوستان کی متحدہ قومیت کا خواب شاید سب سے پہلے میں نے دیکھا تھا لیکن تجربے اور خیالات کی وسعت نے میرے خیال میں تبدیلی کر دی اور اب قومیت میرے نزدیک محض ایک عارضی نظام ہے جس کو ہم ایک ناگزیر زشتی سمجھ کر گوارا کرتے ہیں - آپ Pan-Islam کو ایک پولیٹیکل یا قومی تحریک تصور کرتے ہیں - میرے نزدیک یہ ایک طریق چند اقوام انسانی کو جمع کرنے اور ان کو ایک مرکز پر لانے کا ہے - اس غرض سے کہ ایک مرکز مشہودی پر مجتمع ہو جائے اور ایک ہی قسم کے خیالات رکھنے اور سوچنے کے باعث یہ اقوام نسلی اور قومی اور ملکی امتیازات و تعصبات کی لعنت سے آزاد ہو جائیں - پس اسلام ایک قدم ہے نوع انسانی کے اتحاد کی طرف۔ یہ ایک سوشل نظام ہے جو حریت و مساوات کے ستونوں پر کھڑا ہے - پس جو کچھ میں اسلام کے متعلق لکھتا ہوں اس سے میری غرض محض خدمت بنی نوع ہے اور کچھ نہیں اور میرے نزدیک عملی نقطہ خیال سے صرف اسلام Humanitarian ideal کو achieve کرنے کا ایک کارگر ذریعہ ہے ، باقی ذرایع محض فلسفہ میں خوشنما ضرور ہیں مگر ناقابل عمل - مجھے یہ معلوم کرکے تعجب ہوا کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خالص اسلامی حقایق پر لکھنے اور ان کو نمایاں کرنے سے ہندوستان کی اقوام میں باہمی عناد بڑھتا ہے - اس بات میں میں آپ سے متفق ہوں کہ مسلمانوں کو محبت کا طریق اختیار کرنا چاہیے - نبی کریم کی حدیث ہے کہ مسلمان دنیا کے لیے سراپا شفقت ہے مگر اس اخلاق انقلاب کو حاصل کرنے کے لیے پھر بھی ضروری ہے کہ اسلام اپنی اصلی روشنی میں پیش کیا جائے - میرا ذاتی طریق یہی ہے کہ میں دنیا کی تمام تحریکوں کو ادب اور احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ، گو یہ احترام مجھے ایسی تنقید سے باز نہیں رکھ سکتا جس کی بنا دیانت پر ہو اور جس میں سوائے خلوص کے اور کچھ نہ ہو - غرض کہ میرا عقیدہ یہ ہے اور یہ عقیدہ محض خاندانی تربیت اور حوالی کے اثرات کا نتیجہ نہیں بلکہ بیس سال کے نہایت آزادانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے کہ اس وقت اقوام انسانی کے لیے سب سے بڑی نعمت اسلام ہے اور

جو شخص مسلمان کہلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ قومی تعصب کی رو سے نہیں بلکہ خالصتہً اللہ کے لیے اپنی زندگی میں ایک عملی انقلاب پیدا کرے اور اگر دماغی قوت رکھتا ہے تو اپنی بساط کے مطابق اسلام کو سمجھے اور سمجھانے کی کوشش کرے تاکہ نوع انسانی قدیم توہمات سے نجات پائے ۔ مسلمانوں کو سیاسیات سے پہلے اشاعت اسلام کا کام ضروری ہے تاہم دونوں کام ساتھ ساتھ ہو سکتے ہیں ۔

منظر علی صاحب کے مذہبی عقاید کا حال سن کر مجھے کچھ تعجب نہیں ہوا کیونکہ Nationalism نے قریباً ہر ملک میں مذہب کو displace کیا ہے لیکن البتہ ان کے خیالات نے اس طرف پلٹا کھایا اور ان کو تحقیق کا شوق پیدا ہوا ۔ چند مصنفین کے نام میں اُوپر لکھ چکا ہوں ۔ میری رائے میں سید سلیمان ندوی اور مولانا ابوالکلام اس بارے میں بہتر مشورہ دے سکیں گے ۔

مجموعہ شائع کرنے کی فکر میں ہوں ۔ ان شاءاللہ ۲۶ء میں ضرور شائع ہو جائے گا ۔ معلوم نہیں آپ کی سب باتوں کا جواب اس خط میں آیا ہے یا نہیں ۔ میں نے آج تک اتنا طویل خط کسی کو نہیں لکھا اور نہ حقیقت میں ایسا کرنے کی فرصت ہے ۔

امید کہ مزاج بخیر ہوگا ۔ مخلص محمد اقبال

مندرجہ ذیل تین خطوط جناب سید فصیح اللہ کاظمی کے نام ہیں ۔ یہ صاحب الہ آباد کے رہنے والے تھے ۔ ان کی ایک کتاب ''اردوے فصیح'' پر اقبال نے انگریزی میں ایک تعریفی خط لکھا تھا ''جو اقبال ریویو'' اکتوبر ۱۹۶۹ء میں شائع ہو چکا ہے (صفحہ ۸۳) ۔

پہلے دو خطوں میں اسرار خودی (طبع ۱۹۱۵ء) کے سلسلہ میں جو مخالفت کا طوفان برپا ہوا تھا ، اس کے متعلق مفید اشارے پائے جاتے ہیں ۔ یہ بحث ۱۹۱۵ سے لےکر ۱۹۱۸ تک چلتی رہی ۔ ''وکیل''۔ ''خطیب''۔ ''زمیندار'' سبھی میں مضمون شائع ہوتے رہے ، بعض اقبال کے حق میں ، بعض ان کے خلاف ۔ مکتوبات میں اس بحث پر کافی خط ملتے ہیں ۔

مکاتیب اقبال'' بنام خان نیاز الدین خان (مطبوعہ بزم اقبال ، لاہور) میں چار پانچ خط مورخہ ۱۹ جنوری ، ۱۳ فروری ، ۸ جولائی ، ۱۱ ستمبر ۱۹۱۶ میں اسی موضوع پر بحث ہے ۔ ''انوار اقبال'' میں شاہ سلیمان پھلواروی کے نام دو خط مورخہ ۲۳ فروری اور ۹ مارچ ۱۹۱۶ (صفحہ ۱۷۷ - ۱۸۲) ، اقبال نامہ حصہ اول میں سید سلیمان ندوی کے نام ۱۳ نومبر ۱۹۱۷ کا خط (صفحہ ۷۷ - ۷۸) اور مولانا اسلم جیراجپوری کے نام ۱۷ مئی ۱۹۱۹ کا خط

(صفحہ ۵۲ - ۵۵) اور اسی طرح اقبال نامہ حصہ دوم میں اکبر الہ آبادی کے نام مختلف خطوط اسی سلسلے کی کڑی ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے ان دنوں اقبال اس طوفان سے بری طرح متاثر تھے حتیٰ کہ اصل کام جو وہ کرنا چاہیے تھے ، وہ بھی اس بحث کے باعث ملتوی کرنا پڑا ۔ چنانچہ خان نیاز الدین کو ایک خط (مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۶) میں لکھتے ہیں : میرا تو خیال تھا کہ فرصت کا وقت مثنوی کے دوسرے حصے کو دونگا جو پہلے سے زیادہ ضروری ہے مگر خواجہ حسن نظامی نے بحث چھیڑ کر توجہ اور طرف منعطف کر دی ہے . . .'' (صفحہ ۱) ۔

مندرجہ ذیل ۳ خطوں میں سے پہلے دو خطوں کی تاریخ بالترتیب ۱۰ جولائی ۱۹۱۶ اور ۱۳ جولائی ۱۹۱۶ ہے ۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس موضوع پر اقبال کے دو خط سراج الدین پال کے نام (مندرجہ اقبال نامہ ، حصہ اول صفحہ ۳۸ - ۴۰) بالکل انھی تاریخوں کو لکھے گئے ۔ خط درج ذیل ہیں :

لاہور ۱۰ جولائی ۱۶ء

مکرمی تسلیم

آپ کا نوازش نامہ مل گیا ہے ۔ حافظ شیرازی کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے ، وہ میری مثنوی اسرار خودی کا ایک جزو ہے جو حال میں فارسی میں شائع ہوئی ہے ۔ اس میں خواجہ حافظ کے تصوف پر اعتراض ہے ۔

میرے نزدیک تصوف وجودی مذہب اسلام کا کوئی جزو نہیں بلکہ مذہب اسلام کے مخالف ہے اور یہ تعلیم غیر مسلم اقوام سے مسلمانوں میں آئی ہے ۔ صوفی عبداللہ صاحب اس خیال کے اظہار سے قال سے حال میں آ گئے ۔ مگر یہ ایک خالص علمی اور تاریخی بحث ہے جس میں تاریخ و آثار سے تو مدد لینی چاہیے ، گالیوں سے کام نہ چلے گا ۔ صوفی عبداللہ صاحب نے گالیوں کی روش اختیار کی ہے ، اس کا جواب مجھ سے نہیں ہو سکتا ۔ تصوف پر جو میرے خیالات ہیں ان کا اظہار میں متعدد مضامین میں کر چکا ہوں جو وکیل اخبار (امرتسر) میں شائع ہوئے ہیں ۔ اگر آپ کو اس بحث میں دل چسپی ہو تو وکیل کے وہ تمام نمبر ملاحظہ فرمائیں ۔ یہ خط انھی لوگوں کے اعتراضات کا جواب ہے اور مضمون بھی لکھ رہا ہوں ۔ والسلام ۔ صوفی صاحب کا رسالہ مدہوشی بیخودی میں نے نہیں دیکھا ۔ اگر آپ کو ضرورت نہ ہو تو ارسال فرما دیجیے ۔ میں دیکھ کر واپس کر دوں گا ۔ والسلام

آپ کا خادم محمد اقبال لاہور

لاہور ۱۴ جولائی ۱۶ء

مکرم بندہ السلام علیکم

آپ کا مرسلہ ''پیام امید'' ملا - یہ رسالہ میرے پاس موجود ہے - واپس ارسال خدمت کرتا ہوں - میں نے ان دونوں پر حاشیے مختصر لکھ دیے ہیں - اگر آپ کچھ لکھنا چاہیں گے تو آپ کو ان نوٹوں سے مدد ملے گی اور تلاش سندات کی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی -

تصوف کے متعلق میں خود لکھ رہا ہوں - میرے نزدیک حافظ کی شاعری نے بالخصوص اور عجمی شاعری نے بالعموم مسلمانوں کی سیرت اور عام زندگی پر نہایت مذموم اثر کیا ہے ، اسی واسطے میں نے ان کے خلاف لکھا ہے - مجھے امید تھی کہ لوگ مخالفت کریں گے اور گالیاں دیں گے - لیکن میرا ایمان گوارا نہیں کرتا کہ حق بات نہ کہوں - شاعری میرے لیے ذریعہ معاش نہیں کہ میں لوگوں کے اعتراضات سے ڈروں - آخر میں انسان ہوں اور مجھ سے غلطی ممکن کیا یقینی ہے - نہ ہمہ دانی کا دعویٰ ہے نہ زباں دانی کا -

افسوس ہے کہ مثنوی کی کوئی کاپی اب موجود نہیں - پانچ سو کاپیاں شائع ہوئی تھیں جو زیادہ تر احباب میں تقسیم ہو گئیں - اب کوئی کاپی باقی نہیں ورنہ ارسال خدمت کرتا - والسلام آپ کا خادم محمد اقبال لاہور

لاہور ۲۳ فروری ۱۷ء

مکرم بندہ السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ مل گیا ہے جس کے لیے سراپا سپاس ہوں - بہت عرصہ ہوا پیام امید ایک دفعہ دیکھا تھا ، اس کے بعد ملاحظہ سے نہیں گذرا - اعتراضات کا تعلق جہاں تک زبان سے ہے اس کا جواب دینا آسانی سے ہو سکتا ہے مگر اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں اور باقی رہے مطالب تو زمانہ خود سمجھا دے گا -

جس تحریر کی بنا پر وہ آپ پر لائبل (Libel) کا مقدمہ دائر کرنا چاہتے ہیں میری نظر سے کسی رسالے یا اخبار میں نہیں گذری - اگر پڑھوں تو قانونی اعتبار سے اس کے متعلق رائے دے سکتا ہوں - آپ کے پاس پیام امید کی وہ اشاعت ہو تو بھیج دیں - میں بڑی خوشی سے اپنے علم اور سمجھ کے مطابق رائے دوں گا -

افسوس ہے کہ میرے پاس بہت سی نظمیں نہیں ہیں - اب مجموعہ مرتب کرنے کی کوشش میں ہوں کہ اشاعت کروں - امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا -

والسلام مخلص محمد اقبال لاہور

غلام قادر فصیح کی کتاب ''تاریخ اسلام'' پر اقبال نے اپنی رائے ظاہر کی تھی ۔ یہ تقریظ جناب فصیح نے کتاب کے پہلے صفحے پر ''اکابر ملت کے زریں خیالات'' کے عنوان کے تحت شائع کر دی ۔ یہ تقریظ ہمیں سید عبدالرحیم صاحب (خادم محلہ ، حافظ منزل ، اجمیر) کی معرفت حاصل ہوئی جن کے ہم شکر گزار ہیں ۔

میرے نزدیک یہ رسالہ نہایت مفید ہے اور ہر مسلمان کو اس کا پڑھنا ضروری ہے ۔ عام مسلمانوں میں اخلاق حسنہ پیدا کرنے کے لیے اس سے اچھا ذریعہ اور کوئی نہیں کہ اس قسم کے تاریخی رسالے شائع کیے جائیں جن سے ان کو اسلاف کے حالات معلوم ہوں اور اُن کے طرز عمل کا ان پر اثر پڑے ۔ قوموں کی بیداری کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کو اپنی تاریخ سے کہاں تک دلچسپی ہے ۔ آپ کے رسالے کی اشاعت سے یہ معلوم ہوگا کہ مسلمان کہاں تک اپنے اسلاف کے حالات سے دلچسپی رکھتے ہیں ۔

حالات موجودہ کے مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں عام طور پر ایک قسم کی بیداری پیدا ہو گئی ہے اور تاریخی مضامین کو نہایت توجہ سے سنا جاتا ہے ۔ اس واسطے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا رسالہ بر محل نکلا ہے اور ہماری ضروریات موجودہ کا کفیل ہوگا ۔ خود مجھ پر جو اثر اس کے مطالعے سے ہوا ہے ، اس کا اظہار اس سے بہتر الفاظ میں نہیں کر سکتا کہ بسا اوقات دوران مطالعہ میں چشم پر آب ہو جاتا ہوں اور اس کا اثر میرے دل پر کئی کئی دن تک رہتا ہے ۔ خدا کرے کوئی مسلمان گھر اس رسالے سے خالی نہ رہے ۔

شیخ عبدالحق مرحوم اقبال کے عزیز دوستوں میں سے تھے ۔ وہ ۱۹۱۳ء (بمطابق ۱۳۳۱ھ) میں فوت ہوئے ۔ ان کی وفات پر اقبال نے تاریخ کہی ۔ یہ قطعۂ تاریخ باقیات اقبال مرتبہ عبداللہ قریشی صاحب (مطبوعہ آئینہ ادب ، لاہور ، ۱۹۶۶) کے صفحہ ۴۸۶ پر درج ہے ۔ لیکن ہمیں شیخ عبدالحق مرحوم کے صاحب زادے میجر شیخ فضل حق (گلبرگ) سے اس قطعۂ تاریخ کا عکس مل گیا ہے جس کے ہم شکر گزار ہیں ۔ اس کے علاوہ شیخ فضل حق موصوف سے ہمیں ایک گروپ فوٹو بھی ملا ہے جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے ۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی برٹ فلاسفیکل سوسائٹی کی طرف سے اقبال کو ایک دعوت دی گئی تھی ۔ یہ فوٹو اس موقع پر لیا گیا تھا ۔ فوٹو اور قطعۂ تاریخ کا سراغ ہمیں استاد محترم جناب قاضی محمد اسلم صاحب کی عنایت سے ملا ۔

قطعۂ تاریخ وفات شیخ عبدالحق مرحوم

چوں میٔ جام شہادت شیخ عبدالحق چشید   باد بر خاک مزارش رحمت پروردگار
با عزیزاں داغ فرقت داد در عین شباب   آستینہا از دُر اشک غمش سرمایہ دار

بندۂ حق بود و ہم خدمت گذار قوم خویش
سالِ تاریخِ وفاتِ او ز غفران آشکار
۱۳۳۱ھ

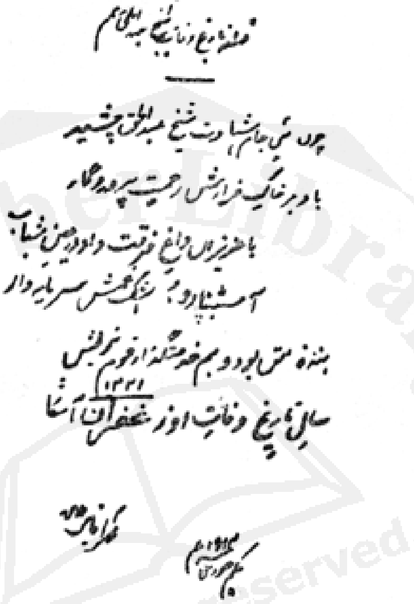

یکم جنوری ۱۹۱۶ء محمد اقبال لاہور

جناب شیخ اکرام الحق صاحب سلیم نے ایک زمانے میں اقبال کے ایک مضمون کا اردو ترجمہ کیا تھا ۔ یہ انگریزی مضمون "نظریہ اضافیت کی روشنی میں خودی" (Self in the Light of Relativity) اسلامیہ کالج لاہور کے رسالہ "کریسنٹ" (۱۹۲۵) میں شائع ہوا تھا ۔ شیخ اکرام الحق صاحب نے اس مضمون کا اردو ترجمہ "معارف" (اعظم گڑھ) والوں کو شائع کرنے کے لیے بھیج دیا ۔ سید سلیمان ندوی مرحوم نے یہ مضمون اقبال کے پاس بھیجا تاکہ ان کی رائے معلوم کر لی جائے ۔ جب کافی دیر ہوگئی تو شیخ اکرام الحق صاحب نے اقبال کو لکھا تاکہ مضمون کے متعلق معلوم ہو سکے ۔ اقبال کا درج ذیل خط اُن کے اسی خط کے جواب میں ہے ۔

شیخ اکرام الحق صاحب نے بہ کمال مہربانی کریسنٹ میں مطبوعہ انگریزی مضمون کی کاپی اور اپنا ترجمہ اقبال اکادمی کے حوالے کر دیا ۔ یہ اُردو ترجمہ اقبال ریویو کی کسی قریبی اشاعت میں شائع ہو جائے گا ۔

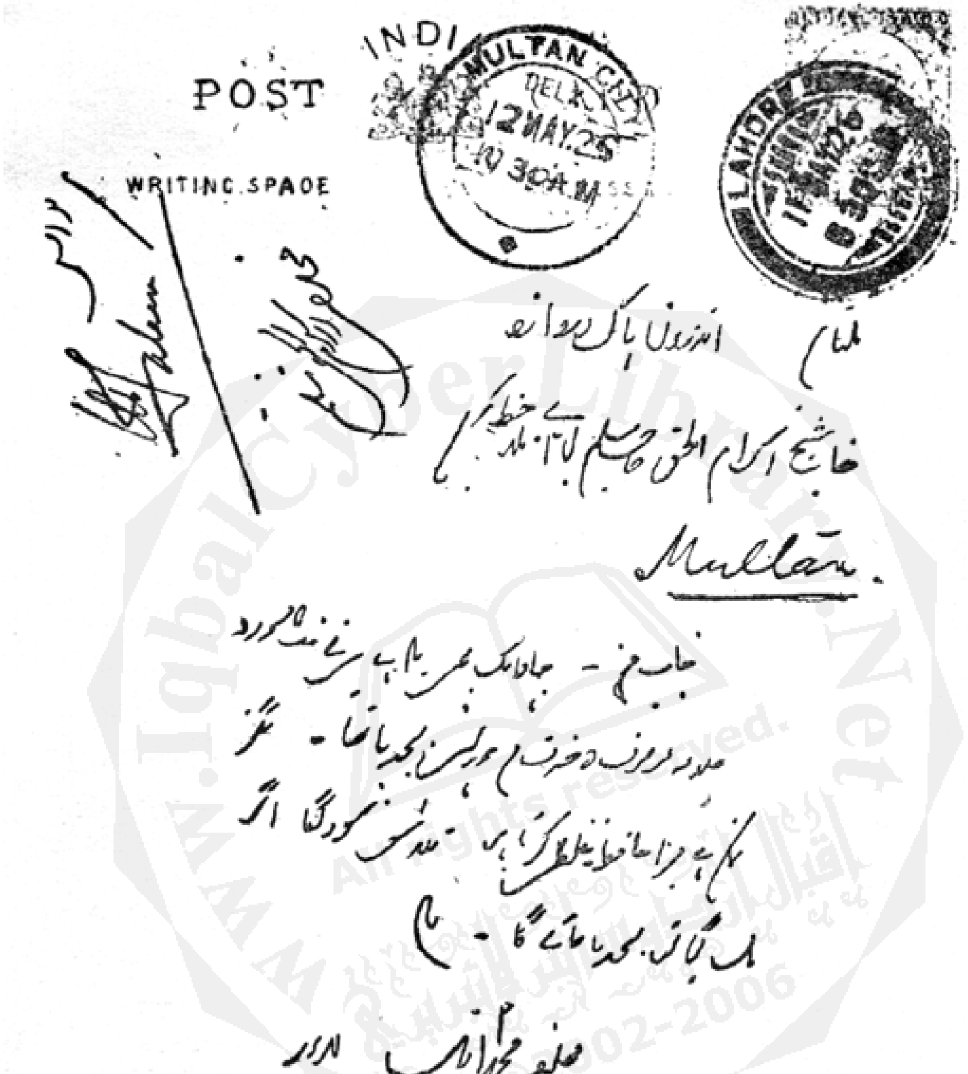

جناب من ! جہاں تک مجھے یاد ہے ، میں نے آپ کا مسودہ علامہ موصوف کی خدمت میں واپس بھیج دیا تھا ۔ مگر ممکن ہے میرا حافظہ غلطی کرتا ہو ۔ تلاش کروں گا اگر مل گیا تو بھیج دیا جائے گا ۔ والسلام

مخلص محمد اقبال لاہور

۱۱ مئی ۲۶ء